ارشادات: شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رح ـــــــ ضبط: مولانا قاری محمد عمر علی حقانی ٹل

افادات وملفوظات

بیماریوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں

۱۹ رجب ۱۴۰۱ھ بروز اتوار صبح بنوں سے تین مہمان حاضر خدمت ہوئے اور حضرۃ مولانا صاحب رح سے آں کی بیٹھک میں ملاقات ہوئی۔ مہمانوں نے صحت کے بارے میں پوچھا حضرت رح نے فرمایا مختلف امراض ہیں، شوگر ہے، آنکھوں کی بینائی کمزور ہے، ان بیماریوں سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے لیے بھی کفارۂ ذنوب کر دے۔ فرمایا ہماری مثال تو چھوٹے بچے کی طرح ہے، روتے ہیں، ماں باپ سے روٹی سالن اور کھٹی کڑوی چیزیں کھانے کے لیے مانگتے ہیں مگر والدین کہتے ہیں کہ بیٹے ! تو اب تک کھانے کے قابل نہیں صرف دودھ سے گذارہ کر تیرا فائدہ اس میں ہے۔ اسی طرح اللہ پاک اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے (والدین سے ستر گنا زیادہ) جس چیز کی اجازت نہیں دیتے، ہمارا جی چاہتا ہے، ہم کو سمجھ نہیں، چھوٹے بچوں کی طرح اپنی مصلحت پر خبر نہیں۔ اللہ پاک کے ہر کام میں، ہر حکم میں مصلحت وحکمت ہوتی ہے، وہ حکیم ذات ہے، اپنے بندوں کے فائدہ کا لحاظ کرتے ہیں مگر بندے (حکمت) سمجھتے نہیں۔

قبولِ اسلام کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے

مہمان دار العلوم اور دار الحفظ دیکھ لینے کے بعد جب حضرت رح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا بس جو کچھ بھی ہے اللہ پاک کا فضلِ عظیم ہے انسان کا اس میں کچھ دخل نہیں، وہ اپنے دین کا محافظ ہے۔ ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں پیدا فرمایا پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں، پھر یہ کہ اپنے دین کی خدمت کے لیے چُنا ہے۔ اگر اللہ پاک ہمیں، گلی، ندیوں کی غلاظت کے کیڑے پیدا فرماتا یا کوئی حیوان بنا دیتا ہمیں کیا اختیار ہوتا، کیا ہم کچھ کر سکتے ؟ نہیں نہیں ! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ توفیق دی ہے نماز پڑھ لیتے ہیں، دین کی کچھ خدمت کر لی جاتی ہے ـــــــ فرمایا نبی علیہ السلام کے پاس بعض دیہاتی لوگ آئے اور کہا اے پیغمبر! ہمارا آپ پر احسان ہے کہ اور لوگوں نے تو اسلام جہاد کے ذریعہ سے قبول کیا، ہم نے بغیر جھگڑے اور جہاد کے اسلام قبول کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجدی کہ ان کو فرما دیجئے، کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ تم کو ایمان نصیب کر دیا، تم احسان مت جتلاؤ۔ یَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ

لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ دعوت و تبلیغ کا کام تھا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا: بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔

اسلام تلوار سے نہیں بلکہ نیک اخلاق سے پھیلا ہے ہم یہ نہ سمجھیں کہ اسلام قبول کرنا ہمارا کمال ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اسلام تلوار اور تیر کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ اخلاقِ حسنہ، سچائی اور امانت داری سے پھیلا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بستیوں میں جا کر چھوٹی چھوٹی دوکانیں کھول لیتے اور تھوڑا نفع لیتے لوگوں کو بتا دیتے کہ بھائی یہ چیز اس قیمت پر خریدی ہے اور اتنی قیمت پر دیتا ہوں۔ تو لوگ اس امانتداری اور سچائی سے متاثر ہو کر اُن کی عملی تبلیغ سے اسلام قبول کر لیتے۔

دعوت و تبلیغ کا کام عملِ صالح سے ہی مؤثر ہوتا ہے ارشاد فرمایا انڈونیشیا میں غالباً آٹھ صحابۂ کرامؓ تجارت کی غرض سے گئے، اُس وقت بہت زیادہ آبادی تھی وہاں کی۔ اُن آٹھ دینداروں نے دوکانیں کھولیں، وہاں کے لوگ آتے سودا خرید کر جاتے۔ تو مشہور ہوا کہ یہاں چند دیندار اور امانتدار اپنی دو دکانوں میں اچھی چیزیں رکھتے ہیں اور سستی بھی دیتے ہیں۔ اس شہرت پر سارے لوگ ان کی دو کانوں کی طرف ٹوٹ پڑتے، سودا ان سے خریدتے، جب شہر کے اور دوکانداروں کو یہ حالت معلوم ہوئی اور اُن کی دوکانیں کمزور ہونے لگیں تو سب اکٹھے ہو کر بادشاہِ وقت کے سامنے حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ چند آدمی کسی اور علاقہ سے آئے ہیں، یہاں کے سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں، لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اگر اُن کو ضلع بدر یا شہر بدر نہ کیا گیا تو تھوڑے دنوں میں تیری سلطنت بگڑ جائے گی، اُکھڑ جائے گی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان چند مسافروں کو اس ملک سے نکال دو، جب شہر کے عام لوگوں کو اس حکم کا علم ہوا کہ اُن سچے دوکانداروں کو نکال دینے کا حکم دیا گیا ہے تو سب شہر والے لوگ بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے اور اتفاق سے کہا کہ اگر ان آٹھ سچے دوکانداروں کو ملک سے نکالتے ہو تو ہم سب کا بندوبست بھی اُن کے ساتھ کرو، ہم اُن کے ساتھ جائیں گے۔ بادشاہ پر حقیقتِ حال ظاہر ہوئی کہ یہ آٹھ آدمی تو سچے امانت دار مسلمان ہیں، انصاف والے ہیں تو اپنا حکم واپس لے لیا، نہیں نکالا۔ تو ان آٹھ صحیح مسلمانوں کی عملی تبلیغ اور نیک اخلاق و کردار سے ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ الغرض دین کی تبلیغ اور خدمت ہر شعبہ میں ہو سکتی ہے اگر کوئی کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی دین کی خدمت کے لیے قبول فرما لے۔

امتحان کا پرچہ (۲۳ شعبان ۱۴۰۱ھ) مجلس میں طلباء کے ساتھ امتحان کا ذکر آیا تو حضرت مولانا صاحبؒ نے ارشاد فرمایا: ممتحن کو چاہیئے کہ طلباء کی استعداد کے مطابق پرچہ تیار کرے، ایسے سوالات ہوں کہ نہ تو بہت آسان ہوں نہ سخت مشکل، نہ بہت مشہور نہ غیر مشہور بلکہ مناسب طلباء کی صلاحیت کے۔

سفر میں سنت نماز کے متعلق مسئلہ لاہور کے ایک مخلص خوش نصیب جو حضرت مولانا صاحبؒ سے

نہایت محبت وعقیدت رکھتے تھے اور علماء کرام کی خدمت کرنے میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں حضرتؒ کے ملاقات کے لیے بہت آیا کرتے، کبھی کبھی اپنے بچوں کو بھی حصول دعا کی غرض سے لے آتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرتؒ سے پوچھنے لگے حضرت! سفر میں چار رکعت فرض نماز میں تو دو رکعت فرض پڑھنے ہوتے ہیں سنتوں کا کیا حکم ہے؟ مولانا صاحبؒ نے فرمایا سواری زیادہ دیر نہ کھڑی ہوتی ہو جلدی ہو تو صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے چار رکعت میں دو رکعت فرض پڑھنے ہوتے ہیں، سنتیں نہ پڑھنے سے عتاب اور ملامت نہ ہوگی، جیسے کہ حضر میں یعنی بغیر سفر کے اگر کوئی سنت نماز نہ پڑھے تو تارک سنت کو عتاب اور ملامت ملے گی۔ ہاں اگر سواری ٹھہرتی ہو، وقت زیادہ ہو کوئی عجلت نہ ہو تو پھر سفر میں سنت نماز پڑھ لینا افضل ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا آغاز (۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ) ایک صاحبؒ نے حضرت مولانا صاحبؒ سے بینائی اور دیگر بدنی امراض کا پوچھا تو حضرتؒ نے فرمایا بڑھاپا خود اُم الامراض ہے "وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ۔ (القرآن) جس طرح بچے کو اپنی ماں کبھی اوپر کبھی نیچے کرتی ہے اسی طرح بڑھاپے کا حال ہے، حالات بدلتے رہتے ہیں، فرمایا بیماری دینے والی وہ حکیم ذات ہے اور لینے والی بھی وہ کریم ذات ہے ــــ وہ صاحب بلوچستان کے تھے، انہوں نے اپنے مدرسہ (جو بلوچستان میں قائم کیا تھا) کی ترقی کے لیے دعا کی درخواست کی اور فراخئ اسباب کے لیے وظیفہ پوچھا حضرتؒ نے فرمایا یہ مسجد جس میں ہم بیٹھے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے دین کی خدمت شروع کی، ۵/۶ طلبہ کا کھانا ہمارے گھر پکتا تھا، مدرسہ کا نام نہیں رکھا بغیر نام کے کام شروع کیا، پھر فضل خداوندی شامل حال ہوتا رہا اور چند سال بعد "تعلیم القرآن" نام ملا، پھر آگے چل کر دارالعلوم حقانیہ کے نام سے مشہور ہوا، یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا۔ اپنے دین کی حفاظت اللہ خود کرتے ہیں جس کو چاہیں منتخب کر لیتے ہیں۔ پھر اس مہمان کو سورۃ القریش بسم اللہ کے ساتھ صبح وشام فراخئ اسباب رزق کے لیے ارشاد فرمایا اور درس وتدریس میں ترقی کے لیے اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ ۹۹ (ننانوے) مرتبہ پڑھنے کا فرمایا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا اس سلسلہ میں مشہور واقعہ ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"ــــ دو دنیا طلب تم مت کرو خود پاؤں میں پڑے گی، عزت سے رہو گے ــــ تم طلب کرو گے تو خود پیچھے دوڑو گے، ذلت سے رہو گے ــــ"